[illegible]

مصنفۂ (لسان الزمن) حضرت مولانا عالم صاحب لکھنوی

باہتمام

بابو دیبی پرشاد مینیجر

جابر پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ طبع گردید

ساقی نامہ مع تاریخ در تہنیت کتخدائی نوبادۂ حدیقۂ اقبال
گل نورس چمن زار اجلال احمد حسین خانصاحب سلمہ اللہ الوہاب
خلف جناب واجد علیخانصاحب مرحوم و مغفور مسمی بہ مثنوی

شراب وصل

مصنفۂ عالیجناب مستغنی عن الالقاب (لسان الزمن)
حضرت مولانا عالم صاحب لکھنوی ادام اللہ ظلالہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا مجھکو ساقی شراب سخن — دکھا دوے آئینۂ تاب سخن

وہ جام رحیق مصفا پلا — جو آئینۂ قلب کو دے جلا

یہ میخانہ ہے معرض امتحان — یہان پیر صد سالہ بھی ہے جوان

فصیحون کا مجمع ہے چارون طرف — بلیغان وذی فہم ہین صف بصف

زبان آوری پر ہر اک کو ہے ناز — ہر اک ان مین ہے صاحب امتیاز

ہر اک ہے مہ آسمان سخن — ہر اک ہے گل بوستان سخن

کوئی انیس دعبل نہ سحبان کوئی
کوئی جریری ہے نہ حسان کوئی

یہان منہ کا بھی کھولنا ہے محال
زبان آوری کی کسے ہے مجال

مگر حسب فرمائش دوستان
سر بزم ہوتا ہون رطب اللسان

دکھا جوہر اے تیغ طبع روان
دم امتحان ہے دم امتحان

نہایت ہین مشتاق ارباب ہوش
سراپا ہین چشم اور سراپا ہین گوش

وہ برجستہ موزون ہون اشعار تر
کہ نظرون سے گر جائے سلک گہر

سلسل ہو تقریر بندش ہو چست
سراپا ہون الفاظ معنی درست

زمانے مین ہو شور حسن کلام
جو ہر شعر تر ہو بلاغت نظام

ساقی نامہ دیگر

پلا ساقیا وہ مئے لالہ گون
روان ہو رگون مین جو مانند خون

وہ مے دے کہ ہو جائے دلکو سرور
وہ مے دے کہ آجائے آنکھون مین نور

وہ مے دے کہ دھو جائے دلکا غبار
وہ مے دے کہ ہو جائے جس سے خمار

وہ جام مئے ارغوانی پلا
جو ہو آبرو ریز جمشید کا

یہ میخانہ ہے مثل عرش برین
کہ ہر جام ہے رشک مہر مبین

یہان عقل کل کی بھی ہے عقل گم
نظر سے گرا ہے فلاطون کا خم

پلا وہ مئے لالہ گون کا ایاغ
حریفون کا دل جس سے ہو داغ داغ

شراب فصاحت مین ڈوبے زبان
کہ لکھنا ہو شادی کی اک داستان

شروع حالات شادی

مرے دوست ہین ایک احمد حسین
غلام شہنشاہ بدر و حنین

ہزبر نیستان نام آوری
مہِ روشن چرخ نیلوفری

غضب کے فہیم اور غضب کے عقیل
دیا ہے انھین حق نے خلق جمیل

مسرت کا ہر سمت عنوان ہوا
کھلے پھول شادی کا سامان ہوا

رچی شادی سامان ہونے لگا
کہ تھا دل کا مدت سے یہ مدعا

دلی جذبے پہلو بدلنے لگے
نہان جو تھے ارمان نکلنے لگے

مسرت نصیبون مین مرقوم تھی
جدھر دیکھئے بیاہ کی دھوم تھی

وہ نقارے وہ نوبتین جابجا
زمین سے بپا شور تھا تا سما

کسی جا پہ جلسے حسینون کے تھے
کہین جمگھٹے مہ جبینون کے تھے

سریلے تھے باجے نئے ساز تھے
کہ جتنے تھے وان سب خوش آواز تھے

کہین محفلِ رقص با صد نشاط
جسے دیکھکر دل کو تھا انبساط

کسی جا پہ دعوت کا سامان تھا
نیا جسکا ہر ایک عنوان تھا

بیان کیا ہو اُن کھانون کی عمدگی
کہ جنمین تھی جنت کی لذت بھری

وہ مہمان جن سے جہان کو شرف
کہ اُن مین کا ہر اک تھا دُرِّ نجف

رئیسان ذیقدر و تمکین بھی تھے
کہ اُس بزم مین عالم دین بھی تھے

نہ پوچھو نہ پوچھو وہ محفل تھی کیا
سجاوٹ پہ جسکی تھا دل لوٹتا

چراغون کی اس حد پہ تھی روشنی
کہ شب دن سی معلوم ہونے لگی

وہ سورج کبھی کی کسی جا بہار
کہ جس سے دل بھر تھا داغدار

اسی طرح شب بھر یہ جلسا رہا
یہ سب کی زبانون پہ چرچا رہا

کٹی رات اس دھن مین کب ہے سحر
کسی طرح جلدی سے اب ہو سحر

یہی تذکرہ تھا جو ودی بھی
مرادین بر آئین سحر ہوگئی

نمازین پڑھین سب نے باصد خشوع
کیا دل کو پھر حق کی جانب رجوع

لگے عرض کرنے کہ اے کارساز
ہمین کیا ہین اور کیا ہماری نماز

مگر نام تیرا ہے ربِ کریم
یہ نوشہ رہے حشر تک اے علیم

ادھر شادیانے بجے غل ہوا
کہ کیا خوبصورت یہ نوشہ بنا

تصدق اُدھر جب اُترنے لگے
براتی ادھر سب سنورنے لگے

وہان آئے ملکر تھا دولھا جہان
نظر آیا سب کو خوشی کا سمان

یہ ناگہ ہوا غل کہ ہاتھی بلاؤ
نہ ہو دیر دولھا کو جلدی بٹھاؤ

بدل دے کہین مہر اپنا نہ روپ
کہ ٹھنڈک رہے چڑھنے پائے نہ دھوپ

وہ تھا فیل صورت مین رشک پری
لگا سر پہ دولھا کے چتر زری

ہوئی اسطرح سے روانہ برات
جو تھا فرد دولھا یگانہ برات

بیان کیا کرون اُسکا مین احتشام
کہ تحسین کے قابل تھے کل انتظام

بڑے لطف کی تھین وہ سب جھنڈیان | جوان باجے والے نئی وردیان

نئے ساز وہ سب بجاتے ہوے | خوشی کے ترانے تھے گاتے ہوئے

تماشائی اسدرجہ تھے جمع وان | کہ جیسے ہو تارون بھرا آسمان

غرض پہونچی گھر پر دلھن کے برات | جہان جمع تھے سب کے سب خوش صفات

اُتارا گیا دولھا ہاتھی سے جب | ہوے دیکھنے والے خوش سب کے سب

ادا ہو چکے جبکہ سارے رسوم | ہوئی پھر تو نوشہ سلامت کی دھوم

غرض گھر مین نوشہ کے ائی دلھن | سراسر بنا گھر وہ رشک چمن

لبھاتا تھا ہر دل کو ماہ مبین | جمادائی اول کی تھی چودھوین

ولیمہ کی دعوت ہوئی دھوم سے | مسرت ملی آکے مقسوم سے

کہانتک سناؤن یہ سب واقعات | کہ فرصت کے دن ہین فرصت کی رات

زمانے کی رنگت ہی بدلی ہوئی | وہ پہلی سی حالت ہی بدلی ہوئی

جدائی مین دی اُس نے یہ زندگی | بتا سال ہجری سبھی عیسوی

ہوئی فکر عالم جو تاریخ کی | مرے دل نے پہلو سے آواز دی

منور ہے عالم بفضلِ اِلٰہ

ہوے ایک جا جمع خورشید و ماہ

۱۳۴۱ ہجری

سہرا

باندھ نوشاہ مبارک ترے سر پہ سہرا
آسمان لایا ہی تارون کا بنا کر سہرا

آسمانِ رخِ تابندہ کا خورشید مین
فلک نور جبین کا مہ انور سہرا

اے زہے اوج کہ پیشانیٔ انور پہ ہے
پا گیا آج مگر بجتِ سکندر سہرا

ڈالدین قلب پہ عالم کے شعاعین لاکھون
آتی ہے رخ پہ بنا مہر منور سہرا

نور مخمور کن دہر مسرت کی شراب
بادۂ عیش کا گویا کہ ہی ساغر سہرا

اور بھی ہو گیا خیرہ کن انظارِ جہان
چاند سے مکھڑے پہ آتے ہی یہ پُر زر سہرا

نام نوشاہ مین احمد جو ہے ہمراہ حسین
فلک عز جلالت کا ہی اختر سہرا

چشم بد دور رنگا ہون مین کھپا جاتا ہی
کیا چمکتا ہے ترے رخ کے برابر سہرا

اب زمانہ مین تمھین ماہرِ فن ہو عالم
کون کہہ سکتا ہی اس سہرسے بہتر سہرا